تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی

مولانا عبدالرحمن مبارک پوری کے منہج کا تجزیاتی مطالعہ

Tuffa –Tul- Ahwazi Sharah Jamia Tirmizi
An Analytical Review of the Style of Mulana Abdul Rehman Mubarik Puri

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Dr. Shabbir Hussain
Associate Professor, Department of Islamic Studies, Al-Qadir University Project Trust, Sohawa Jhelum
E-mail: shabbir.hussain@alqadir.edu.pk

Dr. Fahmeeda Bibi
Assistant professor, Department of Islamic and Arabic Studies, University of Swabi.
E-mail: fahmeedaabrar3@gmail.com

Abrar Ullah
Ph.D Scholar, Department of Islamic studies .NUML Islamabad
E-mail: abrarisb@gmail.com

Abstract:

The book ***Tuhfat-ul- Ahwazi Sharah e Jami-e-Tirmazi*** is a reading guide to ***Jami-e- Tirmazi*** written by the expert of Hadith, Abdul Rahman bin Abdul Raheem Mubarakpuri. This book is very famous in Arab and non-Arab world. Importance of the book is known by the academicians, scholars and professionals. Many scholars believe that this is the most authentic interpretation of ***Jami-e-Tirmazi***.

The excellent features of this book may be counted as the biography of Tirmidhi's narrators, the interpretation of hadiths, the identification of Imam Tirmidhi's tolerance

declaring the ahadiths as correct or incorrect, the explanation of textual difficulties of Jami-e-Tirmazi, the identification of incorrect interpretations of hadiths, and the identification of the right sect among different sects. This article discusses these features of Tuhfat-ul- Ahwazi in details.

Key Words: *Tuhfat-ul- Ahwazi*, *Jami-e-Tirmazi*, Mubarikpuri, Abdu-al Rahman, Imam Tirmazi.

خلاصہ

تحفۃ الاحوذی جامع ترمذی کی شرح ہے۔ یہ کتاب محدث عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم مبارکپوری نے لکھی ہے۔ یہ کتاب عرب و عجم میں بے حد مقبول ہے۔ جید علماء عرب کا اس کتاب کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ جامع ترمذی کی اس سے بہتر کوئی شرح نہیں۔ اہل علم سے اس کتاب کی قدر و منزلت مخفی نہیں ہے۔ ترمذی کے راویوں کے تراجم، احادیث کی تخریج، تصحیح و تحسین میں امام ترمذی کے تساہلات کی نشاندہی، متنی مشکلات کی وضاحت، احادیث کی نادرست تاویلات کی نشاندہی اور اختلاف مذاہب میں مذہب حق کی نشاندہی اِس کتاب کی عمدہ خصوصیات ہیں جن پر مقالہ ہذا میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

کلیدی کلمات: تحفۃ الاحوذی، جامع ترمذی، عبدالرحمٰن، مبارک پوری، امام ترمذی۔

تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی میں مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری کا منہج واسلوب

1) جامع ترمذی کے ہر راوی کا ترجمہ بقدر ضرورت لکھا گیا ہے۔ اور مقدمہ شرح میں تمام راویوں کی فہرست بہ ترتیب حروف تہجی بھی دے دی گئی ہے۔ اور جس راوی کا ترجمہ شرح کے جس صفحہ میں مذکور ہے، اس کا نشان دے دیا گیا ہے۔

2) جامع ترمذی کی تمام حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔ کتاب کی حدیثوں کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور دیگر جن محدثین نے تصانیف میں روایت کی ہے ان کا اور ان کی تصانیف کا نام بتادیا گیا۔

3) امام ترمذی نے "وفی الباب" کے عنوان سے جن احادیث کی جانب بتایا ہے۔ ان کی مفصل تخریج کی ہے۔ ان احادیث کے الفاظ بھی اکثر مقامات میں نقل کیے گئے ہیں۔ احادیث مشار الیہا کے علاوہ اور دیگر احادیث کی تخریج کا بھی جابجا اضافہ کیا گیا ہے۔

4) تصحیح و تحسین حدیث میں امام ترمذی کا تساہل مشہور ہے۔ اس لیے ہر حدیث کی تحسین و تصحیح کے متعلق دیگر ائمہ فن حدیث کے اقوال بھی نقل کیے گئے ہیں اور جن احادیث کی تصحیح و تحقیق میں امام ترمذی سے تساہل ہوا ہے، اس کی تصریح کردی گئی ہے۔

5) اسنادی و متنی اشکالات کے حل وایضاح کی طرف خاص طور سے توجہ کی گئی ہے۔

6) احادیث کی توضیح و تشریح میں بہت کچھ تحقیق سے کام لیا گیا ہے۔اور جن مقلدین جامدین اور جن اہل ہوا نے احادیث نبویہ کو اپنے مذہب ومسلک پر منطبق کرنے کے لیے غلط اور روایتی تاویلیں و تقریریں کی ہیں،ان کی تاویلات و تقریرات کی کافی تغلیط وتردید کردی گئی ہے۔احادیث کے صحیح مطالب و مضامین جو سلف صالحین اور فقہاء محدثین کے نزدیک متعمد ومستند ہیں، بیان کیے گئے ہیں۔

7) اختلاف مذاہب کے بیان میں ہر مذہب کے دلائل بیان کرکے مذہب حق وراجح ظاہر کردیا گیا، مذاہب مرجوحہ و غیر صحیحہ کے دلائل کا شافی جواب دیے گئے ہیں۔

8) آثار السنن (شوق نیموی) وغیرہ کی جابجا لطیف اور قابل دید تنقید کی گئی ہے۔

تمہید

پہلے باب میں ۴۱ فصلیں ہیں۔جن میں عام فنون حدیث، کتب حدیث،ائمہ حدیث کے متعلق نہایت کار آمد اور ضروری فوائد جمع کردیے گئے ہیں اور دوسرا باب ۱۷ فصلوں پر مشتمل ہے۔جن میں خاص جامع ترمذی اور امام ترمذی کے متعلق بہت ضروری اور غایت درجہ مفید مباحث مذکور ہیں۔
باب ثانی جن نادر اور قیمتی نوادر پر مشتمل ہے،ان کا جاننا جامع ترمذی کے طالب علم کے لئے از حد ضروری ہے۔ ان مباحث کو پڑھے بغیر جامع ترمذی کا پڑھنا اور پڑھانا بے معنی اور لاحاصل ہے۔ مقدمہ میں مختلف مناسبتوں سے ۱۵۵/ائمہ حدیث و تفسیر و فقہ و لغت کے تراجم بھی آگئے ہیں اس کی تمام خوبیوں کا اندازہ شروع میں ملحقہ فہرست سے ہوجاتا ہے جس میں ۱۲ صفحات ہیں۔ آخر میں مولانا مبارکپوری کا مختصر تذکرہ بھی ہے۔
تحفۃ الاحوذی میں غیر ضروری مباحث سے اجتناب کرتے ہوئے نفیس کتاب کی توضیح و شرح کا پورا اہتمام والتزام کیا گیا ہے۔" صاحب تحفۃ الاحوذی "عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے بھی تقریباً اس طرح لکھا ہیں۔ فرماتے ہیں: "ابواب باب کی جمع ہے، حقیقت میں اس حسی چیز کا نام ہے جس سے دوسرے چیز میں داخل ہونا ہوتا ہو، اور مجازا ایک جیسے مسائل کے عنوان کا نام ہے"

علامہ بدر الدین عینیؒ طہور کی معنی کا تعین بھی کیا، اور علامہ کرمانیؒ کے معانی سے اعراض کیا ہے، کہا کہ طُہور سے مراد وضوء اور غسل دونوں ہیں۔

ولادت

حضرت مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری کی ولادت ۱۲۸۳ھ بمطابق ۱۸۶۵ء کو اعظم گڑھ (اترپردیش) کے ایک گاؤں قصبہ مُبارِک پور کے محلّہ صُوفی پُورہ میں ہوئی۔[1] ان کا تعلق مبارک پور کے انصار خاندان سے تھا جسے اللہ نے علم کے ساتھ عمل کی نعمت بھی بخشی تھی۔[2]

تعلیم وتربیت

آپ کا گھر مبارک پور کا دینی مدرسہ تھا۔آپ کا گھرانہ شرف و بزرگوای اور فضل کمال کا تھااس گھرانے کے افراد زہد و تقویٰ وطہارت کی دولت سے مالا مال تھے۔

آغاز تعلیم

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری کی تعلیم کاآغاز اپنے محلے کے مدرسے سے ہواجہاں آپ نے ابتدائی کتب پڑھیں۔آپ کے پہلے استادآپ کے والد محترم حافظ عبدالرحیم مبارک پوری تھے۔مولانا حکیم سید عبدالحئ الحسنی فرماتے ہیں۔

"وقرا المختصرات علی والده "[3]

اپنے والد محترم سے چھوٹی کتابیں پڑھیں۔

وفات

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری نے 16 شوال 1353ھ22/ جنوری 1935ء کو مبارکپور میں انتقال فرمایا۔[4]

تحفۃالاحوذی شرح جامع ترمذی کاتعارف و تجزیہ

جامع ترمذی کی شرح ہے اس کو چار جلدوں میں مکمل کیا۔اس شرح کی کیا خصوصیات ہیں۔اس بارے میں شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری لکھتے ہیں کہ:

" مولانا ابوالعلی علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے اس مبارک شرح میں جن مفید اور ضروری اُمور کا التزام اور لحاظ کیا ہے،ان کا مجموعہ کسی دوسری شرح میں نہیں مل سکے گا۔ان اُمور کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ان میں سے بعض مختصراًدرج کیے جاتے ہیں:

"هواحسن شرع الجامع الترمذي ظهرعلي وجه الارض لم ترالعيون مثله"

ترجمہ: روئے زمین پر جامع ترمذی کی سب سے بہترین شرح ہے اور اس سے بہترین شرح آنکھوں نے نہیں دیکھا۔[5]

الفاظ کی وضاحت

بعض اوقات کچھ کلمات ایسے ہوتے ہیں کہ وہاں پر ان الفاظ کا اگر لغوی معانی مراد لیا جائے تو اس سے مکمل حدیث کا مفہوم غلط ہو جاتا اور حدیث نبوی کا جو مطلب ہوتا ہے وہ صحیح طور پر سامنے نہیں آتا۔ ایسے مواقع پر ضروری ہوتا ہے کہ ان کلمات اور الفاظ کی لغوی تحقیق ایسے معنی سے کی جائے کہ حدیث کا مفہوم صحیح ہو جائے۔ آپؒ اس قسم کی الفاظ کی وضاحت فرماتے ہیں:

(۱) امام ترمذیؒ روایت کرتے ہیں:

"حضرت انس سے مروی ہے جناب حضور ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہوئے فرماتے اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں شعبہ نے فرمایا ہے کہ میرے استاد نے دوسری دفعہ اس طرح پڑھا میں پناہ مانگتا ہوں نر اور مادہ شیاطین سے "[6]

مبارکپوریؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خبث سے نر شیاطین یا نجاست مراد ہے اور خبائث سے مراد مادہ شیاطین یا نفوس خبیثہ مراد ہے"

اس لغوی تحقیق کے بعد لکھتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود یہ کہ شیاطین سے محفوظ تھے پھر بھی شیاطین سے پناہ مانگتے تھے اس جانب تنبیہ ہے انسان ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو طرف محتاج ہے نیز اس میں امت کے لیے تعلیم بھی۔اور بیت الخلاء کو استعاذہ کے ساتھ اس لیے خاص کیا گیا کیونکہ یہ علیحدہ اور خالی ہونے کی جگہ ہے"

(۲) امام ترمذیؒ روایت کرتے ہیں:

''عن عائشة عنها قالت: كان النبي إذا خرج من الخلاء قال غفرانك''[7]

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے " غفرانك " اب سوال یہ آپ ﷺ بیت الخلاء سے نکلتے وقت اللہ تعالیٰ سے بخشش کیوں مانگتے تھے؟ مفتی صاحبؒ پہلے لفظ " غفرانك " کی لغوی اور نحوی تحقیق رقم کرنے کے بعد اس سوال کا جواب لکھتے ہیں: "تحفۃ الاحوذی" میں توجیہات ذکر کی گئی ہیں مگر ان کی عبارت آسان، مختصر اور واضح ہیں۔آپ لکھتے ہیں:

بعض اوقات امام ترمذیؒ جس باب کا ذکر کرتے اس میں ایسے احادیث ذکر ہوتی جو صرف کسی ایک یا دو ائمہ کے مسائل کی وضاحت کرتے تھے۔ "تحفۃ الاحوذی" میں یہی توجیہات ذکر کی گئی ہیں مگر ان کی عبارت آسان،

مختصر اور واضح ہیں۔ لکھتے ہیں:

"لفظ غفرانک" یا تو مفعول ہے جس کی تقدیر "أسألك غفرانك أو أطلب غفرانك" یا مفعول مطلق ہے جس کی تقدیر ہے "اغفر غفرانك" ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد یہ دعا کہنے کے دو اسباب ہیں۔ اول اس حالت پر استغفار طلب کرنا ہے جو بغیر ذکر اللہ کے رہ گیا اور دوسری وجہ اللہ تعالی نے کھانا دیکر اس سے انسان کی نشو ونما اور طاقت کے حصول کا بہترین ذریعہ بنا دیا جس کا شکر کما حقہ ادا کیا نہیں جاسکتا اس لیے اس شکر کی کمی پر استغفار طلب کی گئی اس طرح مرقاۃ میں بھی ہے"[8]

اس کے بعد عبد الرحمٰن مبارکپوریؒ نے ابن العربیؒ کا وہی اشکال اور جواب ذکر کیا ہے جو حافظ سیوطیؒ اور مفتی صاحبؒ نے ذکر کی ہے۔[9]

ترمذیؒ نقل کرتے ہیں:

(عن أبي قتادة قال: قال رسول الله إذا جاء أحدكم المسجد فليركع ركعتين قبل أن يجلس)[10]

"ابو قتادہؓ سے مروی کہ نبی ﷺ نے ارشاد کیا کہ جب تم کوئی شخص مسجد میں داخل ہو جائے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعات پڑھے"

اب اگر کوئی شخص آیا اور بیٹھ گیا اور پھر نماز پڑھی تو کیا اس شخص کو یہ فضیلت حاصل ہو گی۔

عبد الرحمٰن مبارکپوریؒ تحفۃالاحوذی' میں لکھتے ہیں:

"حافظ بن احجرؒ نے فرمایا کہ محدثین کے ایک جماعت نے کہا ہے کہ جب سنت کی مخالفت کرکے بیٹھ گیا اور پھر نماز شروع کی تو یہ اس کا تدارک نہیں کرے گی۔ یہ بات فکر وتامل کی ہے اس لیے ابن حبان نے صحیح میں نقل کی ہے کہ وہ عبادت گاہ میں آئے پھر نبی ﷺ نے ارشاد کیا کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھی ہے؟ تو اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ ان دو رکعتوں کو پڑھو"[11]

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ "شريعة سمحة سهلة" کا تقاضا یہ ہے کہ مستحبات میں آسانی اور سہولت کے پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور پھر بیٹھ جانے کے بعد بھی نماز کی ادئیگی کا وہی ثواب ملنا چاہئے جو بیٹھنے سے پہلے پڑھنے والے کو ملتا ہے کیونکہ اگر ثواب میں فرق ہوتا تو شارع مقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت بیان میں اس کی ضرور تصریح فرماتے۔

فقہی مسائل کا اختلاف

عبد الرحمٰن مبارکپوریؒ نے اختلاف کو ایسے ذکر کیا ہے:

" قاریؒ نے فرمایا کہ تکبیر شافعیؒ کے نزدیک 'رکن' ہے جبکہ ہمارے نزدیک 'شرط'۔ پھر حدیث میں جو تکبیر مذکور ہے اللہ کی اس ہدایت "اپنے رب کی بڑائی بیان کرو" اس کا مطلب تعظیم ہے جو کہ عام ہے ہر اس لفظ کے ساتھ جو کہ تعظیم پر دلالت کرتا ہو صرف اللہ اکبر کے ساتھ خاص نہیں اور بعض اخبار آحاد میں اس لفظ مخصوص (اللہ اکبر) کا ذکر ہے پس ان پر عمل لازم ہے حتیٰ کہ جو اس کے کہنے پر طاقت رکھتا ہو تو ان کے واسطے اور الفاظ کہنا مکروہ ہے، جس طرح کہ ہم نے سورۃ الفاتحہ کی قراءت کے مسئلے میں اور رکوع اور سجدوں میں تعدیل کے متعلق کہا ہے۔اس طرح کافی میں ہے ابن الھمام نے فرمایا کہ ظاہراً یہ وجوب کا تقاضا کرتی ہے اور مواظبت بغیر ترک نہی بھی اس کی تاکید ہے۔ابن العربی فرماتے ہیں: یہ حدیث اس چیز کی تاکید کرتی ہے تکبیر تحریمہ نماز کی اجزاء میں سے ایک جزو ہو جیسا کہ قیام، رکوع اور سجدے۔اور یہ قول "التکبیر" اس بات کی طلب کرتی ہے، کہ تکبیر تحریمہ صرف اللہ اکبر کے ساتھ خاص ہو دوسرے الفاظ کے علاوہ جو تعظیم پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ حدیث اللہ کے اس فرمان "واذکر اسم ربہ فصلی" کی تخصیص ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ نے جو کی رائے کے مطابق، وہ الفاظ جو تعظیم پر دلالت کرتے ہیں اس کے ساتھ تکبیر جائز ہے تو وہ احادیث ضعیف ہیں۔اور امام شافعیؒ نے فرمایا ہے، اللہ الاکبر سمیت بھی جائز ہے تو یہ اس طرف کنایہ ہے کہ الف لام معنی میں خلل نہیں ڈالتا۔ابو یوسفؒ نے فرمایا اللہ الکبیر کے ساتھ بھی جائز ہے، تو ہم موقف رکھتے ہیں کہ ابو یوسفؒ اگرچہ حدیث کے لفظ سے یہ نہیں نکلتا مگر ان لفظ میں داخل ہوتا جس کے ساتھ فعل ثابت ہیں"[12]

مسئلہ تدوی بالحرام

ایک اہم مسئلہ جس کا تعلق اس حدیث سے ہے اور اکثر شارحین حدیث نے اس حدیث کے تحت اس پر گفتگو کی ہے وہ حرام اشیاء کے ذریعے علاج کا ہے۔ کہ کیا ان کے ذریعے علاج جائز ہے یا نہیں؟

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ تحریر کرتے ہیں:

"ابن عربیؒ نے فرمایا: یہ روایت صرف ان کی دلیل جو اونٹوں کے پیشاب کے طہارت کے قائل ہیں۔ لیکن کہا گیا ہے آپ ﷺ نے یہ ہدایت بطور علاج دی تھی۔ مگر اس پر یہ اشکال ہوتا ہے یہ علاج کرنا واجب نہیں پس کیسے حرام کو جائز کر سکتے ہیں؟ پھر جواب یہ کہ جب ایک ایسا شخص جس کے بات پر اعتماد کیا جاتا ہو اس کی خبر دے تو پھر یہ حرام چیز جائز ہو جاتی ہے اور جو ضرورت کی وجہ سے مباح کیا جائے اس کو کھانے کے وقت حرام نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ (6:119)

ترجمہ: "پس جس چیز کی طرف انسان مجبور ہو جائے تو اس کو حرام نہیں کہا جاتا جیسے مضطر کے لئے مردار چیز"۔

حافظ ابن حجرؒ ابن عربیؒ کے اس کلام کے بعد لکھتے ہیں: "اس کلام سے اور جن کا یہ کلام متضمن ہے معلوم ہوتا ہے کہ حرام صرف ایک امر واجب کی وجہ سے مباح ہوتا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں، کیونکہ رمضان میں روزہ نہ رکھنا حرام ہے مگر پھر بھی ایک غیر واجب کام یعنی سفر کی وجہ سے رمضان میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔اور دوسرے حضرات کا قول کہ اگر نجس چیز ہوتی تو پھر اس کے سبب علاج ہی جائز نہ ہوتا کیونکہ روایت ہے اللہ نے میرے امت کے لئے حرام میں شفاء نہیں رکھی اور نجس چیز تو حرام ہوتی ہے تو پھر کیسے اس کے ذریعے علاج کی اجازت دی گئی؟ تو جواب یہ کہ یہ حدیث عمومی حالت پر محمول ہے حالت ضرورت میں حرام نہیں جیسے مجبور شخص کے لئے مردار"[13]

جرابوں پر مسح کا بیان

جرابوں پر مسح کرنا ایک اختلافی مسئلہ ہے بعض اہل علم ان کے جائز ہونے کے قائل ہے جبکہ کچھ ان کے عدم جواز کے۔اس بارے میں مبارک پوری نے تفصیلی گفتگو کی ہے۔

"تحفۃالاحوذی" میں تحریر فرماتے ہیں:

"اگر یہ بولا جائے کہ اس باب کے احادیث تو مطلق ہے جس میں نہ تو نعل کی قید نہ ہی جلد و ثخانت کی۔تو ان ائمہ نے اس کے ساتھ ان قیودات کا اضافہ کیوں کیا؟ میں کہتا ہوں کہ اصل تو پاؤں کا دھونا ہے جو کہ قرآن سے ظاہر ہے اور ان سے عدول ان صورت میں جائز ہے جس وقت ائمہ کسی حدیث کے صحت پر متفق ہوں جیسے موزوں پر مسح کے متعلق احادیث، پس اس صورت میں پاؤں دھونے سے موزوں پر مسح کی طرف عدول کیا جائے گا۔جو احادیث جو رابوں کے متعلق ہیں ان کے صحت سے متعلق ائمہ فن کا کلام ہے، جس طرح تو نے جان لیا اور اس قول کی جانب امام مسلمؒ نے کنایۃً کہا "ظاہرِ قرآن کو ابو قیس اور ہذیل کے سبب ترک نہیں کر سکتے۔"

اسناد حدیث میں موجود رواۃ کا تعارف

(ا):امام ترمذیؒ روایت کرتے ہیں: (عن ابن عمر: عن النبي قال لاتقبل صلاة بغير طهور و لا صدقة من غلول قال هناد في حديثه إلا بطهور)[14]

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ قتیبہ بن سعیدؒ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قوله حدثنا قتيبة: قاف کے پیش اور تاء پر زبر ہے۔مالکؒ، لیث، ابن لہیعہؒ اور شریکؒ اور ان کے طبقے کے حضرات سے سماعت کی۔تمام محدثین نے ان سے حدیث نقل کی ہے سوائے ابن ماجہ کے۔ثقہ

تھے اور حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ مالداروں میں بھی تھے۔ ابن معینؒ نے اوثق لکھا ہے جبکہ نسائی نے ثقہ اور مامون بولا ہے"[15]

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ لکھتے ہیں:

"سماک (سین کے کسرہ اور میم کے تخفیف کے ساتھ) ابن حرب بن اوس، الذہلی، البکری، الکوفی۔ بڑے تابعین میں سے تھے۔ علقمہ کے واسطے جابر بن سمرۃ اور نعمان ابن بشیر سے نقل کرتے اور ان سے اعمشؒ، ابو عوانہؒ و شعبہؒ ان سے نقل کرتے ہیں امام احمدؒ نے ان کو مضطرب الحدیث کہا ہے"[16]

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے کہا ہے کہ عراق میں فن اسماء لرجال کی بنیاد انہوں نے رکھی۔ اس طرح ان کے ولادت وفات وغیرہ کے متعلق لکھتے ہیں:

سفیان ثوریؒ ان کو امیر المؤمنین کہتے ہیں۔ بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے شعبہؒ عمر میں سفیان ثوریؒ سے دس سال بڑے تھے۔

"شعبہ بن حجاج ثمہ البصری ثقہ تھے۔ سفیان ثوریؒ ان کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے تھے۔ عراق میں فن اسماء الرجال کی شروعات آپ نے کی۔ انتہائی عبادت گزار تھے۔ احمدؒ نے کہا شعبہؒ اسماء الرجال اور احادیث میں غور فکر کے معاملے میں خود ایک امت تھے۔ ۸۲ھ کو ولادت ۱۶۰ھ کو فوت ہوئے۔"[17]

(۲) ترمذیؒ نقل کرتے ہیں:

(عن الشعبي عن علقمة عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول لاتستنجوا بالروث و لا بالعظام فإنه زاد إخوانكم من الجن)[18]

"ابن مسعود سے مروی ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گوبر اور ہڈیوں پر استنجا مت کرو کیونکہ یہ تمہارے جن بھائیوں کا کھانا ہے"

اس حدیث کو روایت کے بعد ترمذیؒ لکھتے ہیں:

(قال أبوعيسى وقد روى هذا الحديث إسماعيل بن إبراهيم وغيره عن داود بن إبي هند عن الشعبي عن علقمة عن عبد الله أنه كان مع النبي ليلة الجن الحديث بطوله)

اس کے بعد امام ترمذیؒ لکھتے ہیں:

"وكأن رواية إسماعيل أصح من رواية حفص بن غياث"

"اسماعیل کی روایت حفص بن غیاث کی روایت سے زیادہ اصح ہے"

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ لکھتے ہیں:

"ان دو روایتوں کے بیچ فرق یہ ہے کہ اسماعیلؒ کی حدیث مقطوع ہے اور حفص کی حدیث مسند۔اور اسماعیل کی روایت اس لیے اصح ہے کہ حفصؒ نے داؤد بن ابی آلہند کے ان صحاب سے مخالفت کی ہے جنہوں نے اس سے روایت کی۔اس لیے کہ انہوں نے یہ روایت اس سے مرفوع روایت کی حالانکہ اس سند سے یہ شعبی سے مرفوع نہیں البتہ دوسرے سند سے مرفوع ثابت ہے"[19]

(۳) :ترمذیؒ نقل کرتے ہیں:

(عن ابن عمر:عن النبي أنه قال من توضأ على طهر كتب الله به عشر حسنات)[20]

"حضرت ابن عمر سے مروی ہے حضور ﷺ نے ارشاد کیا کہ جس شخص نے پاکی کے باوجود وضوء کیا اللہ تعالیٰ ان کے لیے اس کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا"

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ لکھتے ہیں:

"قوله هذاإسناد مشرقي أى رواة هذا الحديث أهل المشرق وهم أهل الكوفة والبصرة كذا في بعض الحواشي"[21]

"ہذااسناد مشرقی سے مراد رواۃِ حدیث اہل کوفہ واہل مشرق سے ہے ایسے بعض حواشی میں ہیں"

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے اس پر تفصیلی گفتگو کی اور امام نسائی اور ابن حبانؒ کی اس جرح کی وضاحت کی ہے۔ "تحفۃالاحوذی" میں لکھتے ہیں:

"کامل بن علاء اس حدیث میں منفرد ہے امام ترمذیؒ نے اس کے متعلق صحت اور ضعف کا کوئی حکم نہیں لگایا۔ حاکمؒ نے روایت کر کے صحیح کہا جبکہ ابوداؤد نے اس میں سکوت اختیار کیا ہے۔ تلخیص السنن میں ہے کہ ترمذیؒ و ابن ماجہؒ نے اس حدیث کا استخراج کرتے ہوئے ترمذیؒ کی رائے نقل کی ہے۔ پھر فرمایا ہے کامل بن العلاء نے حمایت کی۔ بعض حضرات نے ان کے متعلق کلام کیا ہے۔ میں نے کہا ابن عدیؒ نے کہا میں نے متقدمین کا اس کے متعلق کوئی کلام نہیں دیکھا اگرچہ ان کے روایات میں بعض چیزوں کو انہوں نے منکر کہا ہے چنانچہ اس کے بغیر امید رکھتا ہوں کہ اس میں کوئی خرابی نہیں۔ امام نسائی بعض دفعہ ان کو غیر قوی اور بعض دفعہ لیس بہ باس کہتے ہیں اور ابن حبان نے ان کے متعلق کہا ہیں کہ اسانید میں تقلیب کرتا تھا اور احادیث مرسلہ کو مرفوع کرتا تھا۔ میزان میں بھی ایسے ہے۔ پس نسائی کا جرح مبہم ہے اور ان کے سوا ان کے دوسرے قول لیس بہ باس کے معارض بھی ہیں۔ابن حبانؒ کے قول کا جواب یہ ہے کہ وہ متشدد تھے۔ پس یہ حدیث اگرچہ صحیح نہیں مگر حسن کے درجے سے کم بھی نہیں ہے۔

(۴): امام ترمذیؒ روایت کرتے ہیں: عبداللہ بن حسن اپنی والدہ فاطمہ بنت حسین سے اور وہ اپنی دادی فاطمہ کبریٰ سے روایت کرتے ہیں رسول ﷺ جب عبادت گاہ میں آتے تو درود پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے (رَبِّ اغْفِرْلِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ) اے اللہ میری مغفرت فرما اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو درود شریف پڑھتے اور فرماتے (رَبِّ اغْفِرْلِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ)[22]

اس روایت کو نقل کرکے ترمذیؒ سند حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

"حدیث فاطمہ حسن ہے اور اس کی سند متصل نہیں کیونکہ فاطمہ بنت حسین فاطمہ کبریٰ کو نہ پا سکیں اس لیے کہ حضرت فاطمہؓ نبی ﷺ کی وصال سے صرف چند مہینے حیات رہیں۔"

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے اس کی وضاحت بہت واضح الفاظ میں کی ہے:

"اگر یہ سوال کیا جائے کہ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کے عدم اتصال کا اعتراف کیا ہے پس اس کے بعد فاطمہ بن حسین کی حدیث کو حسن کہا؟ تو جواب یہ کہ دوسرے شواہد کی وجہ سے اور ہم نے مقدمہ میں کہا ہیں کہ امام ترمذیؒ بعض اوقات ایک ضعیف حدیث کو کثرت شواہد کی وجہ سے حسن کہتے ہیں اور یہ روایت ماجہ واحمدؒ نے بھی نقل کیا"[23]

امام ترمذیؒ سے تصحیح و تضعیف حدیث اور رواۃ کے متعلق جرح و تعدیل میں اختلاف

(۱): ترمذیؒ لکھتے ہیں:

"ابن عباس سے منقول ہے کہ نبی ﷺ دو قبروں کے قریب سے گزرے تو ارشاد کیا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب کا سبب کوئی بڑا جرم نہیں۔ ان میں سے ایک پیشاب کرتے وقت احتیاط نہیں کرتا تھا جب کہ دوسرا چغل خوری کرتا تھا"[24]

اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذیؒ لکھتے ہیں:

"منصور نے یہ حدیث مجاہد سے انہوں نے ابن عباس سے نقل کی ہے لیکن اس میں طاؤس کا ذکر نہیں (یعنی منصور نے بلاواسطہ طاؤس کے نقل کیا) جبکہ اعمشؒ کی حدیث صحیح ہے۔ میں نے ابوبکر محمد ابن ابانؒ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے وکیعؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ اعمشؒ منصورؒ کے مقابلے میں ابراہیم کے سند کو زیادہ یاد کرنے والے ہیں"

عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ نے بھی اس جگہ امام ترمذیؒ سے اختلاف کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ

امام ترمذیؒ نے کس وجہ سے اعمشؒ کی روایت کو ابو معشرؒ کی روایت سے زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔"تحفۃ الاحوذی" میں لکھتے ہیں:

"مجھے معلوم نہیں کہ کون سی وجہ سے حدیث اعمشؒ اصح ہے کیونکہ جیسے اعمشؒ اس روایت میں متفرد نہیں اس طرح منصورؒ بھی اس روایت میں متفرد نہیں بلکہ حماد، مغیرہؒ اور واصل کی روایت میں اس روایت کی تابع بھی موجود ہیں۔ پس ظاہر یہ ہے کہ ابو معشرؒ اور اعمشؒ کی احادیث دونوں برابر ہیں"[25]

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ کا رجحان بھی اس روایت کے ضعف کی طرف ہے اور امام حاکم کے حوالے سے ہی ان کے سند میں موجود روایت کرنے والے پر کلام ہے۔لکھتے ہیں:

"امام ترمذیؒ کی یہ بات بھی مجہول ہے: کیونکہ سلسلہ رواۃ میں یحیٰ بن مسلم ہے جو کہ مجہول ہے۔ نصب الرایہ میں اس روایت کو ذکر کرکے امام ترمذیؒ کے کلام کو نقل کیا۔دار قطنیؒ بھی ان کو ضعیف کہتے ہیں جبکہ ابو حاتمؒ لکھتے ہیں منکر الحدیث تھے اور قابل نہیں تھے۔امام حاکم بھی اس حدیث کو بیان کرتے ہیں کہ ان میں عمر بن فائد کے علاوہ کوئی بھی مطعون راوی نہیں ہے۔"

حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں: دار قطنیؒ نے متروک لکھا ہے۔حافظؒ نے خلاصہ میں بھی اس کو ذکر کیا لیکن اس میں ایک راوی کے متعلق کلام کیا ہے۔"[26]

توضیح الابواب کے سلسلے میں صحیح نسخوں کی نشاندہی

بعض اوقات امام ترمذیؒ نے ترجمۃ الباب کو ایک نام کے ساتھ ذکر کیا ہوتا ہے اور نسخ میں غلطی کی وجہ سے مشہور دوسرا ہوتا جس کی وجہ ما بعد میں ذکر کردہ حدیث اور باب کے درمیان کوئی بھی مناسبت نہیں ہوتا۔ کیونکہ ترجمۃ الباب میں جس مسئلے کا ذکر ہوتا ہے آگے ذکر شدہ کسی بھی حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہوتا، مفتی صاحبؒ اس غلطی کی نشاندہی بڑے اچھے انداز میں فرماتے ہیں۔

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ یوں نقل ہے۔

"وفی نسخة قلمية عتيقة :باب ما جاء فی المسح علی العمامة،وليس فيه ذكر لفظ الجوربين وهوالظاهر"[27]

"اور عتیقہ کے قلمی نسخے میں اس طرح ہے:"باب ما جاء فی المسح علی العمامة" اور اس میں جوربین کے کلمے کا ذکر نہیں اور یہی ظاہر بھی ہے"

جامع الترمذی کے دوسرے جدید شارحین نے یہ بیان کیا" تشریحات ترمذی" میں ہے:

" قلمی نسخہ میں صرف عمامہ کا ذکر ہے جوربین کا ذکر نہیں اور یہ صحیح بھی ہے کیونکہ ایک تو یہ کہ پہلے

باب میں جوربین کا بیان گزرا ہے اور دوسری وجہ یہ اس باب میں احادیث کے اندر جوربین کی ذکر ہے ہی نہیں"[28]

امام ترمذی ترجمۃ الباب کو عنوان قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"باب ما جاء فی مواکلة الجنب والحائض وسؤرهما"[29]

"اور بعض نسخوں میں "جنب" کا بیان نہیں جو ٹھیک بھی ہے اس لیے اس باب کی احادیث میں جنب کا ذکر ہی نہیں ہے"

عام نسخوں کے اندر جنب کا ذکر ہے جبکہ بعض نسخ میں جنب کا ذکر موجود نہیں جو ٹھیک ہے مفتی صاحبؒ نے ان کی تصحیح فرمائی۔ اب جن عام نسخوں میں جنب کا لفظ موجود ہے پھر ان کی کیا شرح کی جائے گی مفتی صاحب نے ان کے جواب کی طرف التفات نہیں فرمایا۔ بعض شارحین نے تاویل کی" تشریحات ترمذی" میں ہے:

"نسخے میں جنب کا مذکور ہے جبکہ کچھ نسخوں میں جنب کا ذکر نہیں بظاہر وہیں ٹھیک ہے کیونکہ حدیث باب میں جنب کا ذکر نہیں تو باب میں نہیں ہونا چاہیے لیکن جن نسخوں میں جنب کا ذکر ہے ان کی تاویل یہ ہوگی کہ امام ترمذیؒ نے بطور استنباط یہ لفظ ذکر کیا ہے کیونکہ جب حائضہ کا جھوٹا جائز ہے جو کہ اغلظ نجاست اور حدث ہے تو جنب کا بطور اولیٰ جائز ہوگا"

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے بھی نسخے کی اس اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"وفی بعض النسخ و سؤرهما"[30]

ایک اور جگہ توضیح الابواب کے سلسلے میں صحیح نسخوں کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"باب ما جاء فی وضع اليدين قبل الركبتين فی السجود"[31]

اس میں صحیح نسخوں کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہمارے ہاں تمام شہروں میں موجود نسخوں میں اس طرح ہیں۔ لیکن ظاہر اور حدیث کے مطابق اس طرح ہونا چاہیے جو کہ بعض نسخوں میں آیا ہے یعنی یہ باب ہے گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھنا۔

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے بھی نسخوں کی اس غلطی اور صحیح نسخوں کی وضاحت فرمائی ہیں۔ لکھتے ہیں:

"وفی بعض النسخ باب ماجاءفی الركبتين قبل اليدين وهذا هو يطابقه حديث الباب"[32]

ترجمۃ الابواب کا مفہوم اور غرض بیان کرنا

بعض اوقات مولانا مبارک پوری دوسری تحقیقات کے ساتھ ساتھ ترجمۃ الباب کا مفہوم ذکر کرتے ہیں کہ امام

ترمذیؒ کا یہ باب قائم کرنے سے مطلب کیا ہے، جس سے پڑھنے والے کو باب کا خاکہ ذہن میں آتا ہے۔ نیچے کچھ مثالیں پیش ہیں۔

امام ترمذیؒ باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

1. "باب ما جاء فی تعجیل الصلٰوة اذا اخرها الامام"[33]

اس جملے میں آپؒ نے اس ترجمۃ الباب کی وضاحت فرمائی کہ یہاں پر امام سے کون سے امام مراد ہے۔

مبارک پوری صاحبؒ نے یہاں امام جابر کا لفظ کیوں استعمال کیا؟ وجہ یہ ہے مملکت اسلامیہ میں سرکاری عہدوں پر فائز لوگ مثلاً قاضی اور گورنر وغیرہ جامع مسجد میں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ اور یہ امام اور سیاہ و سفید کے مالک ہوتے تھے جب ان کا جی چاہتا نماز کے لئے آتے تھے۔ لوگ ان کا انتظار کرنے پر مجبور ہوتے تھے اور ان کو نماز کے لیے وقت پر کہنا اور ان کی اجازت کی بغیر نماز پڑھنا اعمال کا ضیاع تھا۔ فرمایا کہ جب امام جابر نماز کو اپنے مختار وقت سے مؤخر کرے تو لوگوں چاہیے کہ اپنی نمازیں صحیح وقت پر ادا کریں اور جب امام آجائے تو ان کے ساتھ بھی نماز پڑھیں ان کی یہ نماز نفل ہو گی۔[34]

لغوی کلمات کی تعریف

امام ترمذیؒ "باب ما جاء في مسجد قد صلى فيه مرة" میں روایت کرتے ہیں:

(عن أبي سعيد قال: جاء رجل وقد صلى رسول فقال أيكم يتجر على هذا؟ فقام رجل فصلى معه)[35]

اس حدیث میں دو جگہ لفظ "رجل" آیا ہے۔ باقی شروح میں شارح نے ایک رجل کا ذکر کیا ہے۔ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے "تحفۃالاحوذی"[36] میں اس رجل کا نام ذکر نہیں کیا ہیں۔

"تحفۃالاحوذی" میں ہیں:

"قوله فقام رجلٌ هوالصديق الاكبر قال الزيلعی فی نصب الرايه۔و فی رواية البيهقی ان الذی قام فصلیٰ ابو بكرٌ"

کلمات میں لغوی اور اصطلاحی معانی کی وضاحت اور وجہ تسمیہ

کلمات کی وضاحت کے سلسلے میں عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ کا کیا منہج رہا ہے؟ ذیل میں چند عبارات سے ان کو واضح کی جاتی ہے اور دوسرے مستند شروحات کے ساتھ ان کا جائزہ بھی لکھا جاتا ہے۔

(۲) امام ترمذیؒ روایت کرتے ہیں:

"حضرت ابن عباس سے منقول ہے حضور ﷺ دو قبروں پر سے گزرے تو ارشاد کیا: کہ ان دونوں کو عذاب ہورہاہے اور ان کو کسی بڑی گناہ کی وجہ عذاب نہیں ہورہا ان میں یہ ایک شخص توپیشاپ سے خود کو نہیں بچاتا تھادوسرا شخص چغل خوری کرتا تھا"[37]

تحفۃالاحوذی میں ہے:

"اس روایت میں اصحاب القبور کے متعلق تضاد ہے کچھ کی رائے کے مطابق یہ دونوں کافر تھے۔ یہ قول مدینیؒ کا ہے آپ نے حدیث سے مستنبط کیا جو حضرت جابر کی روایت ہے حضور ﷺ بنی نجار کے دو قبروں میں سے گزرے جو جاہلیت میں مرے تھے، پھر آپ نے سنا کہ اس کو پیشاپ اور چغلی خوری کے سبب عذاب ہورہا ہے۔ کچھ کی رائے یہ ہے کہ اس روایت کی سند اگرچہ قوی نہیں مگر یہ معنیٰ صحیح ہے، کیونکہ اگر یہ دونوں مسلم تھے توان کی لیے شاخوں کے خشک ہونے تک شفاعت کیوں کی گئی؟ لیکن جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ ان کو عذاب ہورہاہے توآپ ﷺ کے لطف وکرم سے عذاب اٹھالیا گیااور ایک معین مدت تک کے لئے شفاعت کی۔ حافظ نے کہاکہ وہ حدیث جن سے بعض علماء نے استدلال کیاہے ضعیف ہےاور امام احمدؒ نے مسلم کی شرط پر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا جس میں عذاب کے سبب کا بیان نہیں پھر ابن لہیہ کی تخلیط ہےاور یہ جابر کی حدیث کے موافق ہے جو مسلم نے روایت کی جس کے اندر یہ احتمال ظاہر کیا گیا ہے کہ دونوں کافر تھے۔اور حدیث سے ظاہر ہے دونوں مسلمان تھے جس طرح ماجہ کی حدیث آپ ﷺ دو قبروں پر سے گزرے۔ اس قول کی نفی ہوگئی دونوں جاہلیت میں مر گئے تھے اور مسند احمد میں ابوامامہ کی حدیث کہ نبی ﷺ جنت اللہ بقیع میں سے گزرے اور فرمایا تم نے آج کس کو یہاں دفن کیا اس سے بھی قول واضح ہے وہ مسلمان تھے کیونکہ بقیع مسلمانوں کا قبرستان ہے اور یہاں پر خطاب بھی مسلمانوں کو ہے اس حدیث میں ہے جس کو احمد اور طبرانی نے صحیح سند سے روایت کیاہے کہ ان کو کسی ایسی گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جارہا جن سے بچناان کے لئے مشکل تھا بلکہ ان کو غیبت اور پیشاپ کے سبب عذاب دی جارہی ہے پس یہ قول بھی واضح کرتی ہے یہ دونوں مسلمان تھے کیونکہ کافر کو اگرچہ اسلام کے احکامات ترک کرنے پر عذاب دیا جائے گامگر اس کے سمیت بالاتفاق اس کفر کے سبب بھی عذاب دیا جائے گا"[38]

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے مسند احمد کے حوالے سے حضرت جابر کی روایت کا بیان کیا ہے وہ مندرج ذیل ہے۔

"جابر سے مروی ہے حضور ﷺ بنی نجار کے قبرستان میں داخل ہوئے تو بنی نجار کے جو جاہلیت میں مر گئے لوگوں کی آوازیں سنی جن کو ان کے قبروں میں عذاب دیا جارہا تھا توآپ ﷺ خوف کی وجہ سے اس جگہ سے نکل گئے اور اپنے اصحاب کو فرمایا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگو"[39]

امام ترمذی کے حکم کی وضاحت

ترمذی نقل کرتے ہیں:

"عن الشعبي عن علقمة عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول لاتستنجوا بالروث و لا بالعظام فإنه زاد إخوانكم من الجن"[40]

"حضور ﷺ ارشاد فرمایا کہ گوبر اور ہڈیوں پر استنجامت کرو کیونکہ یہ تمہارے جن بھائیوں کا کھانا ہے۔"

پھر ترمذیؒ لکھتے ہیں:

اس کے بعد امام ترمذیؒ لکھتے ہیں: "وكأن رواية إسماعيل أصح من رواية حفص بن غياث"

"اسماعیل کی روایت حفص بن غیاث کی روایت سے زیادہ اصح ہے''

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ لکھتے ہیں:

"ان دو روایتوں کے بیچ فرق یہ ہے اسماعیلؒ کی حدیث مقطوع جبکہ حفص کی روایت مسند۔اور اسماعیل کی روایت اس لیے اصح ہے کہ حفصؒ نے داؤد بن ابی آلہند کے ان صحاب سے اختلاف کیا ہے جنہوں نے حدیث لی ہے کیونکہ یہ روایت اس سے مرفوع نقل کی حالانکہ اس سند سے یہ شعبی سے مرفوع نہیں البتہ دوسرے سند سے مرفوع ثابت ہے"[41]

امام ترمذیؒ سے تصحیح و تضعیف حدیث اور رواۃ کے متعلق جرح و تعدیل میں اختلاف

(۳)ترمذیؒ نقل کرتے ہیں:

"حضرت علی سے منقول ہے حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کیا: اے علیؑ میں تمہارے لیے وہ پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور تمہارے لیے اس چیز کو برا سمجھتا ہوں جس چیز کو اپنے لیے برا سمجھتا ہوں تم دونوں سجدوں کے درمیان اقعاء نہ کرو"[42]

اس حدیث کو نقل کرکے اس کے سند میں موجود ایک راوی حارث الاعور کے بارے میں ترمذیؒ لکھتے:

"و قد ضعف بعض أهل العلم الحارث الأعور"

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ اس کو ضعیف شمار کرتے مختلف محدثین کے حوالے ان کے متعلق جرح نقل کی۔[43]

اس حدیث کو روایت کرکے ترمذیؒ فرماتے ہیں:

"قال أبو عيسى حديث عمرو بن عوف حديث حسن غريب"

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ بھی امام ترمذیؒ کے تحقیق سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"في كون هذا الحديث حسنا كلام فإن في سنده كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف"

"امام کا اس حدیث کو حسن کہنا، اس میں کلام ہے کیونکہ اس کے سند میں کثیر بن عبد اللہ ہے"

نتائج

1. مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے امام ترمذیؒ سے تصحیح و تضعیف حدیث اور رواۃ کے متعلق جرح و تعدیل میں کئی مواقع پر اختلاف کیا ہے۔
2. بعض مقامات پر صاحب تحفۃ الاحوذی نے امام ترمذی کے حکم کی وضاحت فرمائی ہے۔
3. جامع ترمذی کے بعض کلمات میں لغوی اور اصطلاحی معانی کی وضاحت اور وجہ تسمیہ کو ذیب قرطاس کیا ہے۔
4. بعض اوقات مولانا مبارک پوری دوسری تحقیقات کے ساتھ ساتھ ترجمۃ الباب کا مفہوم ذکر کرتے ہیں کہ امام ترمذیؒ کا یہ باب قائم کرنے سے مطلب کیا ہے جس سے پڑھنے والے کو باب کا خاکہ ذہن میں آتا ہے۔
5. بعض اوقات امام ترمذیؒ نے ترجمۃ الباب کو ایک نام کے ساتھ ذکر کیا ہوتا ہے اور نسخ میں غلطی کی وجہ سے مشہور دوسرا ہوتا ہے جس کی وجہ مابعد میں ذکر کردہ حدیث اور باب کے درمیان کوئی بھی مناسبت نہیں ہوتا۔ کیونکہ ترجمۃ الباب میں جس مسئلے کا ذکر ہوتا ہے آگے ذکر شدہ کسی بھی حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہوتا۔
6. جرابوں پر مسح کرنا ایک اختلافی مسئلہ ہے بعض اہل علم ان کے جائز ہونے کے قائل ہے جبکہ کچھ ان کے عدم جواز کے۔ اس بارے میں مبارک پوری نے تفصیلی گفتگو کی ہے۔
7. ایک اہم مسئلہ جس کا تعلق اس حدیث سے ہے اور اکثر شارحین حدیث نے اس حدیث کے تحت اس پر گفتگو کی ہے وہ حرام اشیاء کے ذریعے علاج کا ہے۔ کہ کیا ان کے ذریعے علاج جائز ہے یا نہیں؟ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے اس کے عدم جواز کی طرف میلان ظاہر کیا ہے۔
8. بعض اوقات کچھ کلمات ایسے ہوتے ہیں کہ وہاں پر ان الفاظ کا اگر لغوی معانی مراد لیا جائے تو اس سے مکمل حدیث کا مفہوم غلط ہو جاتا اور حدیث نبوی ﷺ کا جو مطلب ہوتا ہے وہ صحیح طور پر سامنے نہیں آتا۔ ایسے مواقع پر ضروری ہوتا ہے کہ ان کلمات اور الفاظ کی لغوی تحقیق ایسی معنی سے کی جائے کہ حدیث کا مفہوم صحیح سمجھ میں آجائے۔

*****

References

1. Hazrat Maulana Muhammad Ishaq Bhatti, *Dabestan Hadith* (Lahore, Maktaba Qudsia, 2008), 18.

حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی، *دبستان حدیث* (لاہور، مکتبہ قدسیہ، 2008)، 18۔

2. Abd al-Rahman Mubarak Puri, *Mukhalat Muhadith Mubarak Puri* (Faisalabad, Uloom al-Suraiya Institute, 2022), 25.

عبدالرحمٰن مبارک پوری، *مقالات محدث مبارک پوری* (فیصل آباد، ادارہ العلوم الاثریہ، 2022ء)، 25۔

3. Maulana Hakeem Syed Abdul Hai, *Nizhatul Khawatar*, Vol. 8 (Lahore, Hafizi Book Tipu, 2000), 232.

مولانا حکیم سید عبدالحئی، *نزھۃ الخواطر*، ج8(لاہور، حافظی بک ٹپو، 2000)، 232۔

4. Mulana Abdul Rehman Mubarik Puri, *Muqadma Tuhfa tul-Ahwazi Sharah Jamia Tirmaidh*, Vol. 1 (Beirut, Dar al-Fikr, nd.), 3.

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری، مقدمہ *تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی*، ج1 (بیروت، دارالفکر، سن ندارد)، ، 3۔

5. Mulana Obaidullah Rehman Mubarakpuri, *Majmohe Safaat*, Vol. 4 (Karachi, Maarif Islamia, 2002), 1626.

مولانا عبیداللہ رحمان مبارکپوری، *مجموعی صفحات*، ج4 (کراچی، معارف اسلامیہ، 2002)، 1626۔

6. Imam Tirmaidh, *Sunan Tirmaidh*, Vol. 1 (Lahore, Nomaniya Kutab Khana, 2003), 57.

امام ترمذی، *سنن ترمذی*، ج1 (لاہور، نعمانیہ کتب خانہ، 2003)، 57۔

7. Ibid, 7.

ایضاً، 7۔

8. Abdul Rehman *Mubarik Puri*, *Tuhfa tul-Ahwazi*, Vol. 1 (Lahore, Maktaba Islamiya, 2001), 50.

عبدالرحمٰن مبارک پوری، *تحفۃ الاحوذی*، ج1 (لاہور، مکتبہ اسلامیہ، 2001ء)، 50۔

9. Ibid, 51.

ایضاً، 51۔

10. Ibid.

ایضاً۔

11. Ibid, Vol. 2, 257.

ایضاً، ج2، 257۔

12. Ibid, Vol. 1, 37.

ایضاً، ج1، 37۔

13. Ibid, 244, 245.

ایضاً، 244، 245۔

14. Imam Tirmidh, *Sunan Tirmidh*, Taqabal Salawat Baghair Tahoor, 101.

امام ترمذی، سنن ترمذی، تُقْبَلُ صَلواۃٌ بِغَیْرِ طُہور، 101۔

15. Abdul Rehman Mubarik Puri, *Tuhfa tul-Ahwazi*, Vol. 1, 19.

عبد الرحمٰن مبارک پوری، تحفۃ الاحوذی، ج1، 19۔

16. Ibid, 20.

ایضاً، 20۔

17. Ibid, 42.

ایضاً، 42۔

18. Imam Tirmidh, *Sunan Tirmidh*, Bab Mah Jah fi Karayata Mah Yastanji Baha, 101.

امام ترمذی، سنن ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَا يُسْتَنْجَى بِهِ، 18۔

19. Abdul Rehman Mubarik Puri, *Tuhfa tul-Ahwazi*, 90.

عبد الرحمٰن مبارک پوری، تحفۃ الاحوذی، 90۔

20. Imam Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Abwaab Al-teharat 1 Baab (Mah Jah fi) Al-Wazo lilkul Slaat (44), Hadith 59.

امام ترمذی، سنن ترمذی، ابواب الطہارۃ(1) باب (ماجاء فی) الوضوء لکل صلاۃ(۴۴)، حدیث: 59۔

21. Abdul Rehman Mubarik Puri, *Tuhfa tul-Ahwazi*, Vol. 2, 233.

عبد الرحمٰن مبارک پوری، تحفۃ الاحوذی، ج2، 233۔

22. Imam Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Vol. 2, 314.

امام ترمذی، سنن ترمذی، ج2، 314۔

23. Abdul Rehman Mubarik Puri, *Tuhfa tul-Ahwazi*, Vol. 2, 543.

عبد الرحمٰن مبارک پوری، تحفۃ الاحوذی، ج2، 543۔

24. Imam Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Vol. 2, 314.Abwab al-Taharat 1 Bab Mah Jah fi al-Tashdeed fi albol 53, Hathid: 70.

امام ترمذی، سنن ترمذی، ابواب الطہارۃ(1) باب ماجاء فی التشدید فی البول(53) حدیث: 70۔

25. Abdul Rehman Mubarik Puri, *Tuhfa tul-Ahwazi*, Vol. 1, 377.

عبد الرحمٰن مبارک پوری، تحفۃ الاحوذی، ج1، 377۔

26. Ibid, Vol. 2, 342.

ایضاً، ج2، 342۔

27. Ibid, Vol.1, 341.

ایضاً، ج1، 341۔

28. Hazrat Mulana Kamaluddin, *Tashrihat Tirmaidh*, Vol. 1 (Lahore, Maktaba al-Furqan, 2003), 321.

حضرت مولانا کمال الدین، تشریحات ترمذی، ج1 (لاہور، مکتبہ الفرقان، 2003)، 321۔

29. Imam Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Vol. 2, 101.

امام ترمذی، سنن ترمذی، ج2، 101۔

30. Abdul Rehman Mubarik Puri, *Tuhfa tul-Ahwazi*, Vol. 1, 451.

عبدالرحمٰن مبارک پوری، تحفۃ الاحوذی، ج1، 451۔

31. Imam Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Vol. 2, 197.

امام ترمذی، سنن الترمذی، ج2، 197۔

32. Abdul Rehman Mubarik Puri, *Tuhfa tul-Ahwazi*, Vol. 2, 197.

عبدالرحمٰن مبارک پوری، تحفۃ الاحوذی، ج2، 197۔

33. Imam Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Vol. 3, 15.

امام ترمذی، سنن ترمذی، ج3، 15۔

34. Mulana Saeed Ahmad Sahib Palan Puri, *Tuhfatul Al-Ma'i*, Vol. 1 (no,, nd, nd.), 476.

مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری، تحفۃ الالمعی، ج1 (شہر ندارد، ناشر ندارد، سن ندارد)، 476۔

35. Imam Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, 220.

امام ترمذی، سنن الترمذی، باب مَا جَاءَ فِي الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيهِ مَرَّةً ، 220۔

36. Abdul Rehman Mubarik Puri, *Tuhfa tul-Ahwazi*, Vol. 2, 6.

عبدالرحمٰن مبارک پوری، تحفۃ الاحوذی، ج2، 6۔

37. Imam Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Vol. 1, 70.

امام ترمذی، سنن ترمذی، ج1، 70۔

38. Abdul Rehman Mubarik Puri, *Tuhfa tul-Ahwazi*, Vol. 1, 232.

عبدالرحمٰن مبارک پوری، تحفۃ الاحوذی، ج1، 232۔

39. Imam Ahmad bin Hanbal, *Musnad Ahmad* (Beirut, nd., 1987), Musnad Abdullah bin Jaber, Hadith: # 14158.

امام احمد بن حنبل، مسند احمد (بیروت، ناشر ندارد، 1987)، مسند عبداللہ بن جابر، رقم حدیث: 14158۔

40. Imam Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Vol. 1, 18.

امام ترمذی، سنن ترمذی، ج1، 18۔

41. Abdul Rehman Mubarik Puri, *Tuhfa tul-Ahwazi*, Vol. 1, 90.

عبدالرحمٰن مبارک پوری، تحفۃ الاحوذی، ج1، 90۔

42. Imam Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, 282.

امام ترمذی، سنن ترمذی، 282۔

43. Abdul Rehman Mubarik Puri, *Tuhfa tul-Ahwazi*, Vol. 2, 158.

عبدالرحمٰن مبارک پوری، تحفۃ الاحوذی، ج2، 158۔